کاروان حدیث (۲۰)
عبدالرشید عراقی

علامہ حسین بن محسنؒ الیمانی الانصاری

(۱۲۴۵ھ تا ۱۳۲۷ھ)

علامہ حسین بن محسن الیمانی الانصاریؒ ایک بلند پایہ محدث، محقق اور حافظ حدیث تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علمائے حدیث نے آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے حدیث میں ان سے استفادہ کیا ہے اور ان کی شاگردی کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھا ہے۔ آپ نے ریاستِ بھوپال میں مدتوں درسِ حدیث دیا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:

" علمائے اہلحدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت بھی قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانہ تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج، سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہلِ علم اس ادارہ میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنی ان سب کے سرخیل تھے (۱)

محی السنۃ حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

" قاضی علامہ حسین بن محسن بن محمد انصاری خزرجی جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳ سال کی عمر میں مراوعہ بستی میں علامہ حسن الاہدل بن عبدالباری سے تعلیم کا آغاز کیا۔ ۸ سال تک ان کی خدمت میں رہ کر تفسیر، حدیث، نحو اور فقہ میں استفادہ کیا اور ان سے سند اور روایت کی اجازت حاصل

کی۔ اس کے بعد اپنے بڑے بھائی قاضی علامہ محمد بن الضاری سے صحیح بخاری اوّل سے آخر مع بحث و تحقیق پڑھی۔ اس کے علاوہ فقہ اور فرائض میں بھی ان سے استفادہ کیا اور روایت کی اجازت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے علامہ احمد بن محمد بن علی شوکانی (صاحب نیل الاوطار) سے سند و اجازت حاصل کی۔ اس کے بعد حرمین شریفین جاکر علامہ شیخ محمد بن ناصر الحازمی سے اکتساب فیض کیا۔"

حضرت نواب صاحب مرحوم فرماتے ہیں:

"شیخ حسین بن محسن انصاری حدیث میں ہمارے استاد ہیں۔ طلباء کے لیے بڑی غنیمت اور راحلین کے لیے عظیم نعمت ہیں۔ (۲)"

علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں:

"میں نے علامہ حسین بن محسن الیمانی کو علم اور عمل کا جامع پایا۔ شیخ قوی وجود، عظیم الشان اور بلند مرتبے کے حامل ایسے سمندر تھے، جس کا کوئی ساحل نہ ہو۔ آپ محدث، محقق، اور کتاب اللہ کے معانی کی وضاحت کرنے والے، اصول حدیث، علل حدیث، رجال حدیث کے عالم، علم اصول حدیث اور لغت کے ماہر تھے۔ سنن ابوداؤد اور دیگر کتب حدیث پر ان کی مختلف تعلیقات ہیں اور بہت سے مفید مسائل علم حدیث کے مباحث پر ہیں۔ (۳)"

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"آپ کی ولادت حدیدہ میں ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ کو ہوئی۔ علامہ حسن اہدل سے حدیث پڑھی۔ پھر علامہ سلیمان اہدل سے صحاح ستہ کا درس لیا۔ پھر علامہ محمد بن علی شوکانی (صاحب نیل الاوطار) کے صاحبزادہ شیخ احمد سے اجازت حاصل ہوئی۔ حرمین میں شیخ محمد بن ناصر الحازمی سے کئی سال موسم حج میں جاکر استفادہ کرتے رہے۔

حدیدہ کے قریب قصبہ میں چار سال قاضی رہے۔ اس عہدہ کو چھوڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ حدیدہ کے ترک امیر احمد پاشا نے ان سے ایک غیر معین ٹیکس کے لیے فتویٰ لینا چاہا، مگر آپ نے صاف انکار کر دیا۔ اس نے دھمکی دی کہ فتویٰ نہیں دیا گیا تو آپ کے پرخچے اڑا دیئے جائیں گے۔ آپ نے مومنانہ جواب دیا کہ" جو جی میں آئے کرو، لیکن دنیا اور آخرت میں کہیں بھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور سلطان کی اطاعت صرف معروف میں ہے، منکرات میں نہیں۔ اور استعفاء پیش خدمت ہے" امیر نے تین دن تک بڑی سختی کی اور بے دانہ پانی کے تپتی دھوپ میں ڈالے رکھا۔ لیکن آپ نے خلافِ شرح فتویٰ نہیں دیا۔ بعد میں آپ نے ترکِ وطن کیا اور ہندوستان آ گئے ــــ یہ ۱۸۵۷ء کے ۵ سال بعد کا واقعہ ہے" (۴)

مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں:

شیخ حسین بن محسن کا وجود اور ان کا درس حدیث ایک نعمتِ خداوندی تھا، جس سے ہندوستان اس وقت بلادِ مغرب و یمن کا ہمسر بنا ہوا تھا۔ اور اس نے جلیل القدر شیوخِ حدیث کی یاد تازہ کر دی تھی جو اپنے خداداد حافظہ، علوِ سند اور کتبِ حدیث و رجال پر عبور کامل کی بنا پر خود ایک زندہ کتب خانہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ شیخ حسین بیک واسطہ علامہ محمد بن علی شوکانی صاحب نیل الاوطار کے شاگرد تھے۔ اور ان کی سندِ حدیث بہت عالی اور قلیل الوسائط سمجھی جاتی تھی۔ یمن کے جلیل القدر اساتذۂ حدیث کے تلمذ و صحبت، غیر معمولی حافظہ جو اہلِ عرب کی خصوصیت چلی آ رہی ہے، سالہا سال تک درس حدیث کے مشغلے، طویل تزاولت اور ان یمنی خصوصیات کی بنا پر جن کی ایمان و حکمت کی شہادت احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے، حدیث کا فن گویا ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا اور اس کے دفتران

کے سینے میں سما گئے [بقول میرے استاد مولانا حیدر حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ جو شیخ کے شاگرد تھے فتح الباری (جس کی ۱۳ ضخیم جلدیں ہیں اور ایک مقدمہ کی علیحدہ جلد ہے) شیخ صاحب کو تقریباً حفظ تھی -] . . . وہ ہندوستان آئے تو علماء و فضلاء نے (جن میں سے بہت سے صاحبِ درس و صاحبِ تصنیف بھی تھے) پروانہ وار ہجوم کیا اور فنِ حدیث کی تکمیل کی اور ان سے سند لی - تلامذہ میں نواب صدیق حسن خاں، مولانا محمد بشیر سہوانی، مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا عبد اللہ غازی پوری، مولانا عبد العزیز رحیم آبادی، مولانا سلامت اللہ جے راج پوری، نواب وقار نواز جنگ، مولوی وحید الزماں، علامہ محمد طیب مکی، شیخ اسحاق بن عبد الرحمان نجدی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

وفات علامہ حسین بن محسن الیمانی نے یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ/۱۰ جون ۱۹۱۰ء بروز جمعہ بھوپال میں وفات پائی (۶)

علمی خدمات مولانا حکیم سید عبد الحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں کہ تالیف سے مناسبت نہ تھی، ورنہ حدیث میں سب سے بہتر لکھ سکتے تھے۔ البتہ ان کے رسائل کا مجموعہ ہے۔ سنن ابوداؤد کی ایک شرح بھی لکھی تھی. (۷) سنن نسائی کا حاشیہ مختصرانہ طریق پر لکھا۔ (۸) ان کے علاوہ جو رسائل لکھے، ان کی تفصیل یہ ہے :

القول الحسن المتین فی ندب المصافحۃ بالید الیمنیٰ (مطبوعہ)

رسالہ تحقیق حدیث الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس (غیر مطبوعہ)

البیان المکمل فی الشاذ المعلل (مطبوعہ)

التحفۃ المرضیہ فی حل بعض مشکلات الحدیثیہ (مطبوعہ)

فتاویٰ (جلد اوّل) (مطبوعہ) (۹)

مآخذ :

(۱) ابو یحییٰ خاں نوشہروی - تراجم علمائے حدیث ہند، ج ۱ ص ۳۶

(باقی صفحہ ۱۵ پر)